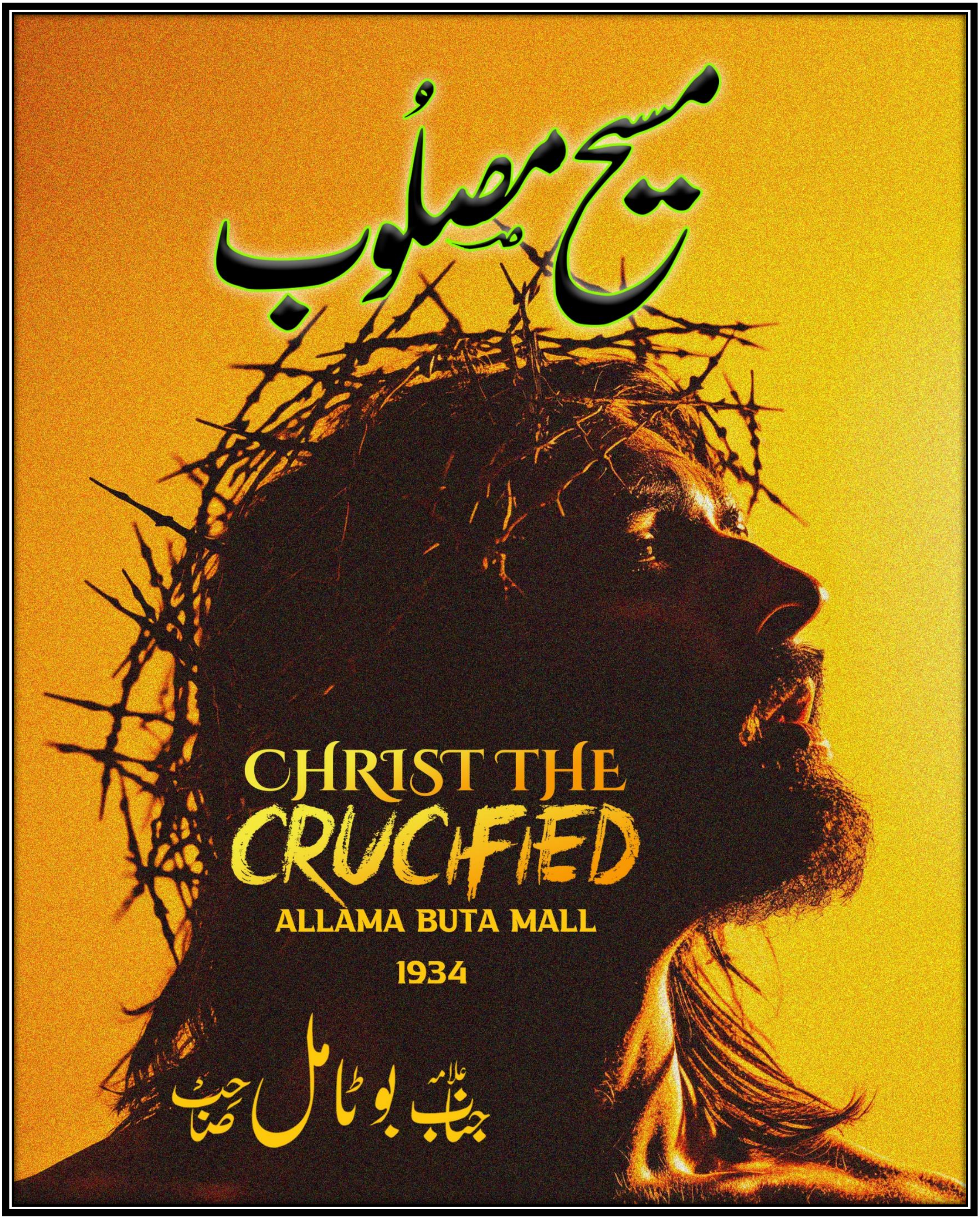

NOOR-UL-HUDA.NET

CHRIST THE CRUCIFIED

BY

THE LATE REV. BUTA MALL

کیونکہ مَیں نے یہ ارادہ کر لیا تھا کہ تمہارے درمیان یسوع مسیح بلکہ مسیح مصلوب کے سوا اور کچھ نہ جانوں گا

(1-کرنتھیوں 2:2)

مسیح مصلوب

ازقلم

پادری بُوٹا مل صاحب

مصنف

فضیلت مسیح،خاتم النبین،مسیح کی دوسری آمد

پنجاب رلیجیس بک سوسائٹی

انکار کلی ۔لاہور

سنہ 1962ء

NOOR-UL-HUDA.NET

پیش لفظ

مسیح کی صلیب مسیحی مذہب کی بُنیاد ہے۔ اگر صلیب کا واقعہ مسیحی مذہب سے نکال دیا جائے تو بس مسیحیت کا خاتمہ ہے۔ مسیح کے مخالفوں نے اُس کی صلیب کو اُس کی شان کے خلاف سمجھا اور کئی طرح سے اس کا انکار کیا۔ کسی نے کہا وہ مصلوب ہوا ہی نہیں۔ کسی نے کہا اس کا جسم نوری تھا۔ صلیب ایک دھوکا رہا ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ مصلوب تو ہوا مگر مرا نہیں ۔ ایسے لوگ سب مسیح کے مخالف ہیں۔ جب خُداوند یسوع نے اپنے مصلوب ہونے کی خبر رسولوں کو دی تو پطرس نے جھنجھلا کر کہا "اے خُداوند تجھ پر یہ ہر گز نہ ہو گا"۔ خُداوند یسوع مسیح نے اُس سے کہا "اے شیطان دور ہو"۔ شیطان نے پطرس کے ذریعہ خُداوند کے سامنے ٹھوکر کھانے کا پتھر رکھا۔ خُداوند مسیح کی آمد کی غرض ہی تصلیب تھی۔ کیونکہ اس کے بغیر نجات ناممکن تھی۔ مسیح مصلوب ہوا۔ دُنیا کی نجات بخش ایمان یہی ہے کہ مسیح ہمارے گناہوں کے لیے موا اور دفن ہوا اور تیسرے دن مردوں میں سے جی اُٹھا۔ چونکہ ان دنوں ایسے مخالف پیدا ہوگئے ہیں جو خُداوند کی صلیب کے منکر ہیں اس لیے ضرور تھا کہ اس مسئلہ کو تشریح کے ساتھ عوام کے سامنے پیش کیا جائے۔ اور اس ضرورت کو پادری بُوٹا مل مبشر انجیل چکوال نے پُورا کر دیا ہے۔ آپ نے "مسیح مصلوب" میں براہین سامع اور دلائل قاطع سے ثابت کیا ہے کہ مسیح مصلوب ہوا۔ خُداوند یسوع کے اقوال سے۔ یہود کے دُعاوی (دعویٰ کی جمع) سے۔ یہودی تاریخ اور رومی تاریخ سے ثابت کیا ہے کہ مسیح فی الحقیقت صلیب پر موئے۔ یقین ہے، کہ یہ رسالہ مسیحیوں اور غیر مسیحیوں دونوں کے لیے مشعل راہ بنے گا۔

آر۔ ایم۔ واعظ

12۔ اکتوبر 1934ء

NOOR-UL-HUDA.NET

تمہید

مسیح خُداوند کی حیات اوروفات کے متعلق اس وقت تین گروہ معرکتہ آلارا(جنگ آور، زبردست، زور آور)ہیں۔ تیرہ سو(1300)سال سے تواس جنگ میں صرف مسیحی اور محمدی فریقین رہے مگر چودھویں صدی ہجری کے سرپر ایک تیسرے گروہ نے بھی۔اس رزمگاہ(میدان جنگ) میں قدم ٹکایاہے۔یہ گروہ مسیحیوں اور محمدیوں کے درمیان کھڑاہوگیاہے۔اس گروہ کے خالق مرزاغلام احمد قادیانی ہیں۔ جنہوں نے مسیح موعود اور مہدی ہونے کادعویٰ کیاہے۔

مسیحیوں نے توکُتب مقدسہ کی سند اور الہام کی روشنی میں مسیح خُداوند کی صلیبی موت اور قیامت اور صعود اور آمد ثانی کااظہار کیاہے۔اور غیر مسیحی اقوام کی تاریخی شہادتوں کو بھی اپنے دعویٰ کے اثبات میں پیش کیا،اور ثابت کردیاکہ اس تاریخی واقعہ کاانکار عقل اور انصاف کی ضِد محض ہے۔ساتویں صدی مسیحی میں حضرت محمد عربی نے مسیح کی صلیبی موت کاانکار کیااور قرآن کی آیت(وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ)کواس انکار کی دلیل بنایا۔مسیح خُداوند کی وفات اورجی اُٹھنے اور آسمان پر اُٹھائے جانے کاتو قرآن میں صریحاً اقرار موجود ہے۔ملاحظہ ہو(اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰٓى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَىَّ)(سورہ عمران آیت 55)۔(فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِىْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ)(سورہ مائدہ آیت 117)۔(وَالسَّلٰمُ عَلَىَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ اَمُوْتُ وَيَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا)(سورہ مریم آیت 15)۔لہٰذا مسیح کی وفات اور حیات اور صعود کاقرآن میں انکار نہیں ہے مگر صلیبی موت کاصریح انکار قرآن میں پایاجاتاہے۔اور حدیثوں کی آڑ میں علماء محمدیہ نے اور بھی اس مسئلہ کی حقیقت کے انکار کے لیے قسم قسم کے قصے اور فسانے تراشے ہیں۔اور گذشتہ صدی میں مرزاغلام احمد صاحب قادیانی نے ایک انوکھاراگ الاپاہے۔

مرزاصاحب کی ساری الہامی تصنیفات کالُبِ لباب یہ ہے کہ مسیح ناصریہودی شرارت اور رومی حکومت کے عہد میں صلیب پر توچڑھائے گئے اور اُس نے سارے دُکھوں کی بھی برداشت کی۔مگر وہ صلیب پر فوت نہیں ہوئے بلکہ زندہ ہی صلیب پر سے اُتارے گئے۔اور وہ غشی کی حالت تھی۔اس لیے وہ بعد علاج اور معالجہ کے تندرست ہوکر جلیل کو چلے گئے۔اور بعدہ(اس کے بعد)مُلک کشمیر میں تشریف لے گئے اور عنقریب صد سال وہاں اپنادین چلاکر شہر سری نگر میں وفات پاگئے۔اور دوسرے مردوں کی طرح زمین میں ہی مدفون ہیں۔اور جس مسیح کی آمد ثانی کاذکر انجیل اور قرآن اور احادیث محمدیہ میں پایاجاتاہے،وہ مَیں ہی ہوں اور اپنے دعووں کی تصدیق کے لیے یہودی اور مسیحی کتب مقدسہ کے علاوہ مہدی قادیانی نے قرآن کی تیس آیات پیش کی ہیں اور قادیانی الہام کی رمز میں مرزاصاحب نے علماء محمدیہ کے خیالات اور اعتقادات کی خوب اصلاح کی ہے۔ دیکھو **(ازالہ اوہام صفحہ 327)** لیکن اس **(رسالہ اوہام کے صفحہ 273)** میں یہ فرماچکے تھے کہ یہ سچ ہے کہ مسیح اپنے وطن جلیل میں جاکر فوت ہوگیا۔مرزا صاحب اپنے وحی کے فہم کی کمی کی وجہ سے عمر بھر اپنے اقوال کی ترمیم میں مصروف رہے۔

رسالہ ہذا مسیح خُداوند کی صلیبی موت کے اثبات اور حقیقت کا ذمہ دار ہے۔ مسیح کی صلیبی موت یروشلیم شہر کا واقعہ ہے۔ یہ شہر یہودی قوم کا مذہبی مرکز اور ہمیشہ دُنیا کی تاریخ کا عنصر بنا رہا ہے۔

مذہبی فضا میں یہ شہر ایسا مشہور ہے جیسے نظام شمسی میں آفتاب عالمتاب اور صلیبی واقعہ یہودی اور یونانی اور رومی تواریخ کا ایک ضروری عنصر ہے۔

خُداوند اس رسالے کے وسیلے سے اپنے بندوں کو اپنی معرفت اور نجات کے علم اور فضل کے روح سے معمور کرے۔ آمین

خاکسار

بُوٹا مل۔ چکوال

NOOR-UL-HUDA.NET

باب اول

دلیل اول

یہودی کتب مقدسہ کی شہادت

مسیح خُداوند کتاب مقدس کے بوجب ہمارے گناہوں کے لئے موا(1۔کرنتھیوں 15 :3)دیکھو(یسعیاہ 53باب؛دانی ایل 9 :24۔27؛ زکریاہ 13 :7؛زبور22 :15)یسعیاہ نبی کو یہودی عہد کا انجیلی مبشر کہا جاتا ہے جو نقشہ اس اسرائیلی نبی نے مسیح کی صلیبی موت کا اور مسیح مصلوب کا پیش کیا ہے اُس میں اس بات کا صریح اظہار کیا گیا ہے کہ مسیح موعود گنہگاروں کی نجات کے لیے موت کے گھاٹ اُتارا گیا۔اور اُسکی جان گناہوں کی قربانی کے لیے گُزرانی گئی۔داود نبی نے جن دُکھوں اور اذیتوں کا زبور میں ذکر کیا ہے،وہ مسیح ناصری کے دُکھوں اور اذیتوں کے سوائے کسی اور پر عائد نہیں کئے جاسکتے اور نہ ہی یہودی تاریخ کسی اور شخص کا پتہ دیتی ہے جس پر یہ حادثہ واقع ہوا ہو۔اور دانی ایل نبی کی نبوت میں مسیح موعود کی موت زمانوں کے حساب کے مطابق بتائی گئی ہے۔اور وہ ایسا صاف حساب ہے کہ یروشلیم کی دوبارہ تعمیر کے حکم جاری ہونے سے مسیح کی صلیبی موت تک پورا اُترتا ہے، یعنی(457ق م)سے(33ء)تک(70)ہفتوں کا حساب پورا ہو جاتا ہے۔جو(490)سال کا عرصہ ہے تمام یہودی اور مسیحی اس حساب میں متفق ہیں۔ پھر زکریاہ نبی نے مسیح کی موت کے بارے میں یوں نبوت کی ہے کہ "اے تلوار میرے چرواہے پر جو میرا ہمتا ہے بیدار ہو۔رب الافواج فرماتا ہے۔ چرواہے کو مار کہ گلہ پراگندہ ہو جائے"۔اور نیز موسوی شریعت کی قربانیاں اس بات کی تشبیہ تھیں کہ انسان کی ابدی حیات کسی افضل جان کی موت کے سبب سے ہے۔اگر توریت شریف کی قربانیاں اور رسم ورواج کسی آنے والی حقیقت کی علامت مانی نہ جائے تو اُن کا گُزراننا اور گزراننے کا حکم دینا بے معنی اور بے حقیقت رہ جاتا ہے۔ان سب رسم ورواج اور جانوروں کی قربانیوں کی تکمیل مسیح ناصری کی صلیبی موت میں دکھائی گئی ہے(لوقا24: 27۔47)۔

یہودی قوم نے مسیح کی صلیبی موت کی ماہئیت کا نہ جانا اور کلام الٰہی کے حقیقی معنی اور منشاء کے سمجھنے میں سخت قاصر رہے،اور بڑی غلطی کا شکار ہوئے۔اور کتاب مقدس کو اپنی مرضی کے ماتحت بنا کر اس بڑی حقیقت سے محروم رہے حالانکہ اُن کی کتب مقدسہ میں اس حقیقت کا اعلانیہ اظہار کیا گیا تھا[1]۔اس لیے مسیح خُداوند کی صلیبی موت کا انکار کتب مقدسہ سماویہ سابقہ کی تکذیب اور ہتک(بے عزتی،رسوائی)کا ارتکاب(عمل کرنا)ہے اور خُدا کی نظر میں کفر اور الحاد(دین حق سے پھر جانا)اور بے ایمانی ہے۔

---

[1] ۔اور آج تک جب کبھی موسیٰ کی کتاب پڑھی جاتی ہے تو اُن کے دل پر پردہ پڑا رہتا ہے۔لیکن جب کبھی اُن کا دل خُداوند کی طرف پھرے گا۔تو وہ پردہ اُٹھ جائے گا (2۔کرنتھیوں3: 15۔16)۔

NOOR-UL-HUDA.NET

دلیل دوم

مسیح خُداوند کی شہادت

انجیل جلیل میں مسیح خُداوند کی اپنی شہادت اپنی صلیبی موت کے بارے میں یہ ہے کہ مجھے ضرور ہے کہ یروشلیم کو جاوں اور بزرگوں اور سردار کاہنوں اورفقیہوں کی طرف سے بہت دُکھ اُٹھاوں اور قتل کیاجاوں۔اور تیسرے دن جی اُٹھوں(متی 21:16،17:20۔19،28:20) مسیح نے اپنی خدمت کے شروع میں اپنی موت کاایک عجیب اشارہ دیا کہ اس مقدس کوڈھادواور مَیں اُسے تین دن میں کھڑا کروں گا۔یہ اُس نے اپنے بدن کے بارے میں کہا تھا(یوحنا2: 19۔20)صلیبی موت سے پہلے خُداوند مسیح نے کئی اشاروں اور تمثیلوں سے اپنی حقیقی موت کا اظہار کیا(یوحنا10: 17۔18)اور جب اُس کاوقت نزدیک آیاتواُس نے اپنے شاگردوں کو صاف صاف کہنا شروع کیا کہ میری موت یقینی ہے(متی 12:26،28)اور مسیح نے اپنی موت کی یادگار میں ایک ایسی رسم مقرر کردی جواُس کی دوسری آمد تک صلیبی موت کا اظہار کرتی ہے(1۔کرنتھیوں 26:11)اور تمام دُنیا میں یہ رسم ایمان کے ساتھ مانی جاتی ہے اور اس کانام عشاربانی کی پاک رسم ہے۔اور تمام مسیحی اُمت کاایک متبرک سیکرامنٹ ہے۔یوحنا کی انجیل میں مسیح کو پیتل کے سانپ سے تشبیہ دی گئی ہے جو بیابان میں بنی اسرائیل کی حیات کا باعث بنااور نیزے پر لٹکایا گیا۔اس تشبیہ میں وجہ شبہ صلیب پر اُٹھایا جاناہے(یوحنا3: 15)۔(اَن یّرفع ابن الانسان)اُس نے اپنے تئیں گیہوں کے دانہ سے تشبیہ دی جو زمین پر جاکر مرجاتا ہے۔پس اگر مسیح صلیب پر مرانہیں تواس تشبیہ کے کیا معنی ؟زندگی کی روٹی اور آبِ حیات کو مسیح کے بدن اور لہو سے تشبیہ دینے کا بھی یہ اشارہ ہے کہ وہ ضرور اپنی موت سے روحوں کوحیات بخشے گا۔ مسیح خُداوند کی تعلیم اور کلام کی طرز اور ہر تشبیہ اُس کی صلیبی موت کااظہار کرتی تھی۔

صلیبی موت کاانکار مسیح کے کلام کو نہ سمجھنے کی وجہ سے ہے۔اور کم فہمی کی دلیل ہے۔ مسیح خُداوند کا اپنا قول اور فرمان اور تعلیم سب اُس کی صلیبی موت کا اظہار تھا۔اوراس حقیقت کاانکار مسیح کے کلام کی توہین اور ہتک ہے۔ اور نجات کے مقررہ انتظام کی بے قدری ہے(1۔پطرس 1: 18۔20)اور جو لوگ مسیح کی صلیبی موت کا انکار کرتے ہیں وہ ان یہودی مخالفوں اور راہگیروں کے ہم آغاز ہیں جو طنزاً کہتے تھے کہ اگر تُو مسیح ہے تو صلیب پر سے اُتر آ اور ہمیں بچا۔اس آوازنے یہودی قوم کو دُنیامیں ایساذلیل وخوار کیاہے کہ اب وہ قوم ایک طعن بن گئی ہے۔ لہٰذا صلیبی واقعہ کاانکار ایک ہولناک بات ہے۔

NOOR-UL-HUDA.NET

دلیل سوم

صلیبی واقعہ

مسیح خُداوند کی صلیبی موت کا بیان انجیل شریف کے پہلے چار صحیفوں میں تفصیلاً پایا جاتا ہے ۔دیکھو (متی 26۔ 27باب؛ یوحنا 18۔19باب؛مرقس 14۔15؛لوقا22۔23باب)یہ بڑاواقعہ مسیح خُداوند کے کام کے آخری ہفتے سے تعلق رکھتاہے،اور یہودی اور رومی تواریخ کا غیر معمولی جزوہے۔اس ہفتے کے سارے واقعات چشم دید گواہوں کی معرفت پاک نوشتوں میں الہام سے قلم بند کئے گئے اور تمام بیانات میں ایسی موافقت اور مطابقت ہے کہ یہ ایک ہی آدمی کی قلم سے لکھے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔حالانکہ یہ حالات چار مختلف طبعیت اور مختلف لیاقت کے آدمیوں سے مختلف اوقات میں لکھے گئے[2] ۔

متی رسول نے اپنی انجیل(58ء)میں یروشلیم میں لکھی گئی اور مرقس نے (68ء)شہر روم میں اور لوقا نے (60ء)میں قیصریہ میں اور یوحنا رسول نے انجیل یوحنا(90ء)میں افسس میں۔یہ صلیبی واقعہ یہودیوں کے مشہور اور متبرک شہریروشلیم میں ہوا۔یروشلیم شہر یہودی قوم کا مذہبی مرکز اور قدیم دارالسلطنت بھی تھا۔اور ہر زمانہ میں ہر مشہور اور تاریخی واقعہ یہودی تاریخ کا عنصر اور ریکارڈبن جاتا تھا۔اور یسوع مسیح ناصری بھی اسی شہر میں صلیب پر مارا گیا جیسا اُس نے پیشتر فرما بھی دیا تھا۔دیکھو(لوقا13:31۔33)اسی شہر میں مسیح خُداوند یہودی سردار کاہنوں اور یہودی قوم کی بڑی مذہبی مجلس اور ہیرودیس اور پلاطوس حاکموں کی عدالتوں میں یکے بعد دیگرے حاضر کیا گیا۔اور اس سارے مقدمہ کی کارروائی گورنمنٹ روم کے دفاتر کی روزانہ یادداشت اور عدالتی اور سیاسی معاملات کا ایک تاریخی عنصر اور ریکارڈ قرار دی گئی اور سارے رومی حاکم اس واقعہ کی تصدیق کرنے میں متفق ہیں۔اور سلطنت روم کے ہر حصے میں یہ صلیبی واقعہ مشہور ہوگیا کیونکہ یہ بات کونے میں نہیں ہوئی(اعمال 19:25،26:26؛لوقا18:24)اور علاوہ ازیں خُداوند مسیح کی موت کے وقت نظام شمسی میں غیر معمولی انقلاب اور عالمگیر ظلمت[3] اور قبروں سے مردگان کا ظہور اور یہودی مقدس کے پردے کا پھٹنا وغیرہ اور اس واقعہ کی حقیقت پر علم ہیئت کے ماہرین کی شہادتیں اور اُن کی جنتریوں میں اس ہولناک تاریکی کا تذکرہ اس واقعہ کی حقیقت

---

[2] ۔یہ لوگ مسیح خُداوند کے حواری تھے جن کو مصنف قرآن نے انصار اللہ قرار دیا ہے۔(قَالَ الۡحَوَارِیُّوۡنَ نَحۡنُ اَنۡصَارُ اللّٰہِ)(سورہ عمران آیت52)۔(قَالَ عِیۡسَی ابۡنُ مَرۡیَمَ لِلۡحَوَارِیّٖنَ مَنۡ اَنۡصَارِیۡۤ اِلَی اللّٰہِ ؕ قَالَ الۡحَوَارِیُّوۡنَ نَحۡنُ اَنۡصَارُ اللّٰہِ)(سورہ صف آیت14)۔پس جولوگ اللہ کی راہ میں اللہ کے مددگار تھے ان کی چشم دید شہادتوں کو جھٹلانا اور اُن کے نوشتوں کو غیر معتبر قرار دینا سخت نادانی اور بے ایمانی ہے۔

[3] ۔صلیبی واقعہ کے بعد کی کسی صدی میں ایک رومی ہیئت داننے اس عالمگیر تاریکی کو سورج گرہن قرار دیا۔مگر یہ بات علم ہیئت کے اصول کے خلاف ہے۔کیونکہ پورن ماشی کے دن سورج گرہن نہیں لگ سکتا مسیح خُداوند یہودی عید کے روز چودہ(14)تاریخ کو مصلوب ہوا۔اور یہودی حساب چاند کے حساب کے مطابق تھااور(14)تاریخ چاند کے بدر کا روز تھااور وہ پورن ماشی کا دن تھا۔لہٰذاوہ تاریکی سورج گرہن ہرگزنہ تھا۔بلکہ ایک غیر معمولی حقیقت کا اظہار اور دُنیا کی تاریخ میں معجزانہ انقلاب تھااور کتب مقدسہ سابقہ میں بھی اس کا ایک عجیب اشارہ ہے(عاموس9:8)۔

پر بین دلیل ہے کہ وہ موت ایک عظیم الشان حقیقت کا اظہار تھی۔ اور مسیح خُداوند کے دُشمنوں کی چشم دید شہادتیں کہ اُس نے اوروں کو بچایا پر آپ کو نہ بچاسکا اس صلیبی موت کی صداقت پر آفتاب نما دلیل ہے۔ یوحنا حواری اور حضرت مریم اور یوسف ارمتیہ کا رہنے والا اور نیکودیمس یہودیوں کا سردار اور ایک رومی صوبہ دار جو صلیبی واقعات کی انجام دہی کا ذمہ دار افسر تھا، اور راہ گیر جو مسیح مصلوب کی تحقیر کرتے اور رومی سرکار کی پولیس کے سپاہی جنہوں نے مسیح کو مصلوب ہوتے دیکھا۔ جب اُس نے سر جھکا کر جان دی (یوحنا 19:30) اس واقعہ کا کیونکر انکار کرسکتے تھے کیونکہ اس واقعہ کے انکار کی کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔ لہٰذا صلیبی واقعہ کا انکار عقل اور کتب مقدسہ کی ضد محض ہے۔

دلیل چہارم

یہودی قوم کی شہادت

ساری دُنیا کے یہودی صلیبی واقعہ کے دن سے ہر زمانہ اور آج تک یسوع ناصری کی موت کو جو اُن کے بزرگوں کی معرفت اور رومی گورنمنٹ کے عہد میں ہوئی مانتے چلے آتے ہیں۔ اور بڑے فخر سے اقرار کرتے ہیں کہ قیصر طبریاس کے عہد میں جب پنطس پلاطس یہودیہ کا حاکم تھا، ہمارے مذہبی سرداروں اور قوم کے حاکموں نے یسوع ناصری کو جس نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا صلیب پر مروا ڈالا۔ دُنیا کے جس یہودی سے چاہو دریافت کرسکتے ہو۔ اور نیز یہودی قوم کے ایک نہایت مشہور اور عالم اور زبردست فاضل یوسیفس جو (37ء) کے قریب پیدا ہوا اور (70ء) میں یروشلیم کی تباہی کے وقت اس لڑائی میں موجود تھا۔ یہ شہادت دیتا ہے کہ

ایک مشہور آدمی یسوع ناصری کو جس نے یہودیوں کے موعود بادشاہ مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا پنطس پلاطس رومی گورنر کی معرفت ہماری قوم کے سرداروں اور فریسیوں نے صلیب پر مروا ڈالا۔

دیکھو کتاب **تواریخ یوسفی، جلد دوم، صفحہ 74، مطبوعہ نیو یارک۔**

پس ایک زندہ قوم کی شہادت جن کے اباواجداد کی معرفت مسیح مصلوب ہوا۔ اس واقعہ کی صداقت پر زبردست دلیل ہے۔ اس موقعہ پر ایک اور ضروری بات کا اظہار بھی قابل غور اور دلچسپی سے خالی نہیں ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ بعض نادان اور کم فہم لوگوں نے عناد اور حسد کی وجہ سے یہ بات جُہلاء (جاہل کی جمع) میں مشہور کر رکھی ہے کہ ایک اور شخص مسیح کی گرفتاری کے وقت پکڑا گیا اور اس کی شکل مسیح کی صورت میں تبدیل ہوگئی۔ اور اُسی نقلی آدمی کو رومی سپاہیوں نے مصلوب کردیا۔ عقل مندوں کے نزدیک یہ بات محض مضحک سی ہے۔ یہودی لوگ ایسے جاہل اور نادان نہ تھے اور اُن کے سردار کاہن اور فریسی عالم بھی بے وقوف نہ تھے کہ یسوع ناصری کی صلیبی موت کے بارے میں کافی اطمینان نہ کرلیتے۔ انہوں نے تو مسیح کی موت کا پورا یقین کرلیا، اور نہ رومی حاکم جاہل تھے کہ اصلی آدمی کی جگہ نقلی کو پکڑ کر موت کے گھاٹ اُتار دیتے اور نہ ہی اس نقلی آدمی کے جان پہچانوں

اور رشتہ داروں کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی گئی اور نہ ہی مسیح کے حواریوں اور دوستوں اور خویش واقارب کی ساری عمر کی دید اور شنید فوراً جاتی رہی۔ بھلا کسی عقل مند آدمی کے ذہن میں یہ بات آسکتی ہے کہ اس نقلی آدمی نے چار بڑی عدالتوں میں اپنے بچاؤ کے لیے کوئی داد اور فریاد نہ کی ہو۔

اسی قسم کے بعض نادان لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ جو شخص صلیب کے دن راستے میں بیگار پکڑا گیا جس کا نام شمعون کرینی تھا۔اور مسیح کی صلیب اُس پر تھوڑی دیر کے لئے رکھ دی گئی، اسی کو رومی سپاہیوں نے مصلوب کر دیا۔ بھلا جو آدمی تھوڑی دیر کے لیے بیگار پکڑا جائے اور پھر اُسی کو مسیح کی جگہ صلیب پر لٹکا کر مارا جائے، وہ پاگل اور مخبوط الحواس تھا جس نے شور نہ کیا۔ یا اس کا کوئی واقف کار اور رشتہ دار یروشلیم میں یا اُس کے گردونواح میں نہ تھا جس نے کچھ واویلا نہ کیا ہو، کہ کیوں اس بے قصور غریب پر ظلم کرتے ہو۔ کیونکہ وہ کوئی گمنام اور مجرد محض نہ تھا۔ بلکہ کسی نزدیک کے دیہات کا نام اور اہل عیال تھا(مرقس 15: 21)اگر کہو کہ یہ سب خُدا کی خفیہ تدبیریں تھیں تو ایسا کہنا خُدا تعالیٰ کی شان کی توہین اور سخت تحقیر کا ارتکاب ہے، کیونکہ خُدا نہ کسی کو فریب دیتا ہے۔ اور نہ کوئی انسان اُس کو فریب دے سکتا ہے۔ خُدا پاک ہے اور اس کے حق میں ایسا کہنا کہ اُس نے یہودیوں کو فریب دیا سخت گستاخی اور بے ادبی اور بے ایمانی ہے۔ یہ بات کسی (خَيْرُ الْمٰكِرِيْنَ) کے حق میں کہی جا سکتی ہے۔

دلیل پنجم

غیر اقوام کی شہادت

یہودی قوم کا خاص تعلق رومیوں اور یونانیوں کے ساتھ مُدتوں سے چلا آتا تھا۔ وہ سب لوگ ایک دوسرے کے تاریخی واقعات کے چشم دید گواہ تھے۔ جن دنوں میں مسیح کی صلیبی موت واقع ہوئی ان دنوں میں یہودی قوم تو رومیوں کے ماتحت تھی اور یونانی لوگ بھی یہودیوں اور رومیوں کے درمیان چولی دامن کا تعلق رکھتے تھے اور رومی اور یونانی لوگ یہودیوں کے غیر قوم اور بُت پرست تھے۔ یونانی لوگ جو عقل اور دانش اور فلسفہ اور منطق کے موجد اور ماہر تھے، اور ہر بات کی تحقیق میں بال کی کھال اُتارتے تھے اور علم تاریخ اور ہیئت میں اُس وقت کی ساری دُنیا میں بڑھے ہوئے تھے۔ اور دُنیا کی کوئی قوم اُن دنوں میں اُن کے برابر گنی نہ گئی۔ اُنہوں نے اس صلیبی واقعہ کو صحیح تسلیم کیا۔ اُس زمانے اور اُس کے بعد کے سارے یونانی مورخوں نے اس واقعہ کی تصدیق کی کہ یسوع ناصری نامی ایک بڑا مشہور شخص ہوا ہے جس کی پرستش مسیحی لوگوں میں جاری ہے۔ کہ جو ملک فلسطین میں مصلوب ہوا۔ یونانیوں کے نزدیک یہ واقعہ صحیح اور تاریخ کا ایک جزو ہے۔ اور جب مسیحی مشنری اول ہی مُلک یونان میں وارد ہوئے جو دانش اور حکمت میں ضرب المثل تھا تو وہ یہی صلیبی پیغام لے کر وہاں گئے (1۔ کرنتھیوں 2:2) مسیح کی صلیبی موت کے قریب ایک دن جب بعض یونانی لوگ مسیح کو دیکھنے کے لیے یہوداہ دیس میں گئے۔ تو مسیح خُداوند نے اپنی صلیبی موت کا یہ اشارہ اُن کے سامنے پیش کیا گیا گیہوں کا دانہ اگر زمین میں گر کر مر نہ جائے تو اکیلا رہتا ہے۔ اس عجیب اشارے میں اُس بڑی حقیقت کا اظہار ہے کہ مسیح اپنی موت سے دُنیا کو نجات دے گا۔ یونانی دُنیا نے اس واقعہ کو سچا مانا اور قبول کیا اور اس موت کو اپنی اور ساری دُنیا کی نجات کا باعث جانا۔

صلیب کے ابتدائی پیغام میں یونانی عالم ذرا جھجک تو گئے (اعمال 17: 33) مگر بعد میں وہ بہت جلد مسیح خُداوند کے مطیع اور معتقد ہوگئے۔ اور خُدا کی قدرت کے اسیر ہو کر صلیب کے فتح مند جھنڈے کے آگے ادب سے جھک گئے۔

حکمائے یونان کا صلیبی واقعہ کی تصدیق کرنا اور مسیحیت کا دامن گیر بننا اس بات کی صریح دلیل ہے کہ صلیبی واقعہ کا انکار محض جہالت اور نادانی ہے اور یونانی لوگوں کے ساتھ ہی رومی گورنمنٹ کے بڑے بڑے ذمہ دار افسروں کی چشم دید شہادتیں بھی قدر کے قابل ہیں، کیونکہ وہ صلیبی واقعہ کے ذمہ دار بھی تھے۔ اُن دنوں کی چشم دید شہادتوں کے علاوہ بعد کے رومی گورنر اور صوبہ دار جو ملک فلسطین میں حکمران تھے، اور پہلی صدی مسیحی کے حال اور قال سے بخوبی واقف تھے، اُنہوں نے بھی صلیبی واقعہ کی ایسی ہی تصدیق کی جیسی اگلوں نے جن کے وہ جانشین تھے۔ اور رومیوں کے ایک مشہور مورخ طاسیطس جس نے رومی قوم کی ابتدا اور سلطنت رومہ کے عروج وزوال پر ایک محققانہ قلم اُٹھائی ہے اور پہلی صدی مسیحی کا آدمی ہے۔ جو (55ء) میں پیدا ہوا۔ اُس نے (68ء) تک کے واقعات کا اپنی کتاب میں ذکر کیا۔ اُس نے رومی سلطنت کے ہر ایک مشہور واقعہ کا بیان لکھا ہے وہ بھی مسیح کی صلیبی موت کا ان الفاظ میں اظہار کرتا ہے کہ مسیحی نامی فرقہ کا بانی ایک شخص مسیح نام کا طبریاس قیصر کے عہد میں پنطس پلاطُس کے ایام میں اور اُس کے حکم سے مارا گیا۔ اُس زمانے کی رومی دُنیا میں اس واقعہ کی بڑی شہرت تھی۔ ملحد فوفری اور سیلس نے بھی مسیحیت کے سخت مخالف ہونے کے باوجود مسیح کی صلیبی موت کا اقرار کیا ہے۔ جو لوگ رومی سلطنت کے اُن ایام کی صحیح تاریخ سے واقف اور علم تاریخ کے ماہر اور مشتاق ہیں، وہ خوب جانتے ہیں کہ صلیبی واقعہ کوئی افسانہ نہیں ہے اور نہ ہی بناوٹی کہانی ہے[4]۔

دلیل ششم

مسیحی عالمگیر اتفاق

صلیبی واقعہ کے دن سے زمانہ حال تک کے تمام مسیحی اس بات میں متفق ہیں کہ اُن کا مسیح یہودیوں کے ہاتھ سے مصلوب ہوا۔ مسیحی دُنیا کی کوئی جماعت اس واقعہ کی منکر اور اس سے منحرف نہیں حالانکہ مسیحی لوگ ہر مُلک اور ہر قوم اور دُنیا کے ہر حصہ میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اور کئی باتوں میں وہ ہر زمانہ میں ہم خیال اور ہم عقیدہ نہیں ہوسکے۔ اور دین کی اُصولی باتوں کے علاوہ وہ بھی فروعات کے تنازعات میں ایک دوسرے سے ہر زمانہ "ہم چُوما دیگر سے نیست" کے مصداق بنے رہے۔ بلکہ بعض فرقوں میں ایسی بدعتیں بھی پائی جاتی ہیں جو دین کی باتوں میں نقصان دہ ہیں۔ اور ان کا رواج

---

[4] ۔ آج کل آثار قدیمہ کے ماہرین نے رومی سلطنت کے واقعات کی خوب کھوج کی ہے اور زمین دوز کتبوں سے عجیب بات دریافت کی ہیں جن سے اظہر من الشمس ہے کہ وہ لوگ ہر عجیب اور دلچسپ اور مشہور تاریخی بات کا ضروری ریکارڈ رکھتے تھے۔ گذشتہ سالوں میں ایک یہ خبر اخبارات میں شائع ہوئی کہ قیصران روم کے دفتر سے ایک اپیل کا کاغذ برآمد ہوا ہے جس میں یہودیوں کے سردار کاہن اور پنطس پلاطس حاکم کے خلاف ایک نالش ہے کہ اُنہوں نے حسد اور ضد کی وجہ سے بغیر تحقیق کے یسوع ناصری کو صلیب پر مار ڈالا اور اس اپیل کے کاغذ پر مسیح کے رشتہ داروں اور دوستوں کے دستخط ہیں۔

صداقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے ۔ کہ خوشبو آ نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے

اور نفاذ بھی کلام الٰہی کے منشاء اور مقصد کے خلاف ہے تاہم تمام دُنیا کے مسیحی صلیبی واقعہ کے دل سے معتقد اور مُقر ہیں اور ان میں کسی زمانہ میں بھی اختلاف نہیں ہوسکا۔ بلکہ ساری دُنیا کے مسیحی متفق ہیں کہ یسوع مسیح خُدا کے ازلی علم اور انتظام کے مطابق ہمارے گناہوں کے کفارے میں صلیب پر مارا گیا(اعمال4:28؛1۔پطرس1:18۔19؛اعمال2:23)[5]۔

رومی اور یونانی اور نسطوری اور سیرین اور پروٹسٹنٹوں کی تمام شاخیں مسیح مصلوب پر ایمان رکھتی ہیں جن لوگوں کی آنکھوں کے سامنے مسیح مصلوب ہوا۔ اور جن کو روح القدس کا الہام بخشا گیا۔ جن کی شہادت اور جان نثاری اور وفاداری اور الہامی نوشتوں نے ایک عالم کو بیدار کرکے عالم میں غیر معمولی انقلاب پیدا کر دیا۔ اُن کی باتوں کو ترک کرکے کسی ایسی روح پر اعتبار کرنا جو شمس کو قمر اور بدر کو ہلال قرار دے کاہکی ایمان داری ہے۔

دلیل ہفتم

صلیبی اثر اور غلبہ

مسیحی دین کی ترقی اور عالمگیری اور غلبہ اور اثر صلیبی واقعہ کی آسمانی شہادت ہے۔ قدرت نے مسیح خُداوند کے دُکھوں کی وہ قدر کی ہے کہ انسانی حیرت کی کوئی انتہا نہیں رہی۔ اس واقعہ کے بعد جلد تر ہی یہودی اُمت کا شیرازہ بکھر گیا۔ اور خُدا نے اُن کو رومی سلطنت کی معرفت سخت ذلیل اور پامال کر دیا۔ اُن کا شہر اور ہیکل اور عبادت مٹادی گئی۔ اور وہ دُنیا کی ہر اطراف جلاوطن اور پراگندہ کئے گئے۔

اس کے بعد مسیحیت اور یونان میں جنگ چھڑ گئی اور مسیحیت نے اس معرکہ میں یونانی حکمت اور دانش وفلسفہ کے دانت توڑ دیئے اور ایک صدی کے اندر مُلک یونان کے تمام مندر اور معبد مسمار ہو کر مسیحی عبادت خانوں میں تبدیل ہوگئے۔ اور جہاں زیوس اور مشتری اور وینس اور جیوپیٹر کے لیے بخور جلائے جاتے تھے وہاں صلیبی ایمان کا جھنڈا لہرانے لگا۔ اور بڑے بڑے عالم اور نامور خادم الدین سرزمین یونان نے مسیحیت کی خدمت اور صلیبی ایمان کی بشارت اور جانفشانی کے لیے مرد مصلوب کو دے دیئے۔ اور اس کے ساتھ ہی خُدا نے روم جیسی حشمت اور عالمگیر سلطنت کو مسیح مصلوب کا اسیر اور حلقہ بگوش اور دامن گیر بنادیا۔ رومی معرکہ میں روم کے قیصروں نے اور سلطنت روم کے ہر حصے میں مسیحیت کو صفحہ ہستی سے مٹا دینے کی ہر ممکن کوشش کی گئی اور مسیحیت کو خون کے لباس میں ملبس کر دیا گیا۔ اور رومی قوم کی ساری قوت اور شان وشوکت مسیح مصلوب کے خلاف استعمال کی گئی۔ مگر صلیب کی شان نے رومی اقبال کو بھی صفحہ ہستی سے مٹا کر دم لیا۔ اور دوصد سال کے اندر ہی ساری رومی دُنیا مسیح مصلوب کے آگے جھک گئی۔ اور قسطنطنیہ کا بڑا گرجا اس فتح کی یادگار اور مسیحیت کے سر پر سُنہری تاج ہے۔ اور اس صلیبی پیغام نے تمام مغرب اور مشرق اور تمام دُنیا کے تخت اور تاج کو اپنا مطیع اور معتقد بنالیا۔ اور اس صلیبی واقعہ اور اس کے عاشقوں کی صلیب برداری نے کروڑہا انسانوں کو ہر قسم کے ظلم وستم اور

---

[5] ۔دوسری صدی کے ایک شخص مارشین نامی نے صلیبی واقعہ کا انکار کیا اور اپنی تعلیم کو عوام میں پھیلایا۔ مگر وہ بدعت بہت جلد دُنیا سے مٹ گئی۔ اور مارشین خود جامع کلیسیا سے خارج کیا گیا۔

NOOR-UL-HUDA.NET

مصیبت اور دُکھ برداشت کرنے کے لیے دلیر بنادیا۔ اور ہر طرح کی ایذا رسانیوں میں بہادر بنے رہے۔ اور اپنے مال اور جانوں کو صلیب کے نام پر نثار کر دیا۔ اور ایمان کی اچھی لڑائی لڑتے رہے۔ اور ہر زمانہ میں اپنے جسموں پر یسوع کے داغ لیے پھرے۔

ساتویں صدی مسیحی میں عرب کی وحدت محضہ نے مسیحیت کا مقابلہ کیا۔ اور مسیح مصلوب کی مخالفت میں ہر ممکن کوشش کی مگر اپنی اُصولی خامیوں اور اخلاقی کمزوریوں کی وجہ سے عربی ملت اس معرکہ میں مسیحیت سے نبرد آزمانہ ہوسکی اور شکست کھاکر مسیحیت سے دور ہٹ گئی۔

باب دوم

حقیقتِ صلیب

مسئلہ کفارہ

مسئلہ کفارہ کی قدامت اور حقانیت اور عالمگیری کا کل عالم گواہ ہے۔ دُنیا کے شروع سے یہ مسئلہ انسان سے بغل گیر اور اُس کے دین اور ایمان کا ستون بناہوا ہے۔ مسئلہ کفارہ انسان کے دل اور دماغ کے ساتھ لگا ہوا ہے اور فطری طور پر یہ انسان کے مذہب کی مضبوط چٹان بن چکا ہے اور ہر شخص کی جبلت میں یہ اعتقاد سمایا ہوا ہے کہ ایک جان کا دُکھ ضرور دوسرے کے سُکھ کا کارن (وجہ) ہے۔ اور روزمرہ کے تجربوں اور مشاہدوں میں گزرتا رہتا ہے۔ موجودات کے ہر طبقے میں اس حقیقت کی نمایاں جھلک اور رمز موجود ہے اور اس مسئلہ کی صداقت پر قدرت کے ہر کارخانے میں صدہا اثبات پائے جاتے ہیں اور وہ شخص جو مذہب کا متعقد اور خُدا کی ہستی کا قائل اور اُس معبود حقیقی کا عابد اور خُدا اور انسان کے روحانی تعلقات کا قائل ہے وہ فدیے اور مسئلہ کفارہ کی حقانیت کو رد نہیں کرسکتا۔ انسان مذہبی شخص ہے اور انسان کے مذہب میں اس مسئلہ کو خاص جگہ حاصل ہے اور اس مسئلہ کے انکار سے مذہب کے جگری حصے پر زد پڑتی ہے اور عبادت کے بعض عنصر بے معنی اور غیر موثر اور بے حقیقت رہ جاتے ہیں۔ مذہبی دُنیا میں جانوروں کی قربانیاں اس مسئلہ کی پیش نشانی اور بھاری علامت ہے اور جانوروں کے قربان ہونے سے اس مسئلہ کا حل شروع ہوجاتا ہے۔ لوگ اپنے گناہوں اور تقصیروں کی معافی پانے اور خُدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے بکروں اور بچھڑوں وغیرہ کو قربان کرتے تھے اور اب تک بعض مذاہب میں اس قسم کی قربانیوں کا رواج اور نفاذ (لاگو ہونا، جاری ہونا) ہے۔ قربانی کی رسم انسان کو وحی سے حاصل ہوئی ہے اور خُدا نے انسان پر یہ بات ظاہر کردی کہ بغیر لہو بہائے معافی نہیں۔ قبل از طوفان نوح انسان کا دین اور ایمان یہی تھا۔ اور حضرت نوح سے یہ اعتقاد سام کی نسل میں تو اگلوں کی طرح قائم رہا مگر باقی قبیلے اس کے منشا اور مقصد کو قدرے بھول گئے۔ آخر ابراہیم اور اُس کی موعودہ نسل یعنی بنی اسرائیل میں تو قربانی ہی کہ رسم مذہب کی جان اور عبادت کا حقیقی عنصر قرار دی گئی اور دُنیا کے دیگر مذاہب اور اقوام میں بھی اس مسئلہ کا اقرار اور قربانی گُزراننے کا رواج عالمگیر بنا رہا۔ البتہ قربانیوں کے طریقوں اور دستوروں میں افتراق (جدائی پیدا کردینا، اختلاف) ضرور رہا۔

مگر اس مسئلہ کی غرض وغایت میں جملہ بنی آدم کا اتفاق کلی ہے اور سب آدم زاد اس اعتقاد میں متفق ہیں کہ انسان کی جان کا صدقہ دوسری جان ہے گذشتہ زمانوں کی قربانیاں ایک ہی افضل قربانی اور عالمگیر فدیئے کی پیش نشانیاں تھیں۔ مگر وہ افضل قربانی جانوروں کی قربانیوں سے قدیم اور خُدا کے ازلی ارادے اور مشورت میں ٹھہر چکی تھی(1۔پطرس 1:18۔19)اور یہ بکروں اور بچھڑوں کی قربانیاں آب اور تمیم برخاست کی مصداق تھیں۔ انسان کی جان کا فدیہ اور انسانی روح کی قدر اور قیمت کا عوضانہ جانوروں کی قربانیوں سے پورا نہیں کیا جاسکتا۔ انسان کے گناہوں کی معافی کے لیے برابری کی قربانی کی ضرورت تھی اور انسان کے بدلے انسان کا فدیہ درکار تھا۔ مگر وہ انسان جو جملہ بنی آدم کا فدیہ اور بدلہ ہو وہ کیسا اور کس حیثیت کی انسانیت کا مالک ہونا چاہیے تھا۔ جس طرح موسوی شریعت میں فسح کا برہ بے داغ ہوتا تھا اسی طرح افضل اور حقیقی قربانی کا برہ بھی کامل انسان اور بے گناہ درکار تھا۔یہودی فسح کا برہ صرف قومی اور عارضی تھا مگر خُدا کا برہ عالمگیر اور تمام بنی آدم کے گناہوں کا کامل کفارہ ہے(یوحنا 1:29؛1۔یوحنا 2:2) موروثی گناہ اور انسانی فطرت کے ضعف (کمزوری) کے باعث سب آدمی گنہگار ہیں کوئی نیکوکار نہیں(رومیوں 3:10۔18)صرف ایک ہی ہستی گناہ سے پاک اور انسانی فطرت کی کمزوریوں سے مبرا اور مطلق معصوم ہے اور وہ یسوع مسیح ہے جس کی ذات میں گناہ نہیں(1۔یوحنا 3:15)۔

وہ سب باتوں میں ہماری طرح آزمایا گیا تاہم بے گناہ رہا(عبرانیوں 4:15)اُس نے حقیقی قربانی کا برہ ہو کر گنہگاروں کے لیے صلیب پر اپنی جان قربان کردی(1۔کرنتھیوں 15:3؛یوحنا 19:30؛رومیوں 8:3؛مکاشفہ 5:19؛عبرانیوں 13:13؛1۔پطرس 1:19)اس افضل قربانی کی خبریں انبیاءاسرائیل کی معرفت اس کے ظہور سے صدیوں پیشتر دی جاچکی تھیں(یسعیاہ 53باب؛زکریاہ 13:7؛دانی ایل 9:24۔27؛زبور 22:15)۔اور جو کام شریعت جسم کی کمزوریوں کی وجہ سے کمزور ہو کر نہ کرسکی وہ خُدا نے کیا اور اپنے بیٹے کو انسانی جسم کی صورت میں بھیج کر گناہ پر سزا کا حکم کردیا (رومیوں 8:3)۔

(2)۔انسان گنہگار ہے مگر اس کی حس میں ایک تمنا ہے۔ابدی زندگی اور وہ زندگی فانی چیزوں سے حاصل نہیں ہوسکتی(1۔پطرس 1: 18۔20)باوجود گنہگار ہونے کے بھی انسان خُدا کے فضل اور کرم کی دولت سے مایوس نہیں ہوتا۔اُسے اپنی محتاجی کا احساس ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ نجات خُدا کے مفت فضل سے ملتی ہے اور فضل بھی اس کے ازلی انتظام کے ماتحت گنہگار کو حاصل ہوتا ہے اور خُدا کے برے کے ذبح ہونے اور کفارہ دینے سے وہ انتظام کامل ہوا، کیونکہ بغیر لہو بہائے معافی نہیں(عبرانیوں 9:27)اس لیے مسیح خُداوند نے اپنی جان بہتوں کے لیے فدیئے میں دے دی اور اُس کا خون ہمارے سب گناہوں کو مٹادیتا ہے(1۔یوحنا 1:17،2:2)انسان نافرمانی اور برگشتگی کے باعث الٰہی قُرب اور رفاقت سے محروم ہوگیا (پیدائش 2:23؛لوقا 15:14؛افسیوں 2:12)اب وہ محض اپنی کوشش اور مردانگی یعنی اعمال حسنہ سے خُدا کے پاس آنہیں سکتا۔اُس نے مسیح میں ہو کر انسان کے ساتھ اپنا میل ملاپ کرلیا اور اس ملاپ کے باعث ایمان کی شرط پر اُن سب کی تقصیریں معاف کردیں(2۔کرنتھیوں 5:19) مسیح خُداوند جو۔۔۔۔خُدا اور انسان کا درمیانی ہے اُس نے اپنے خون سے جُدائی کی دیوار کو مسمار کردیا۔اور انسان کو خُدا کی قربت اور حضوری کا شرف بخش دیا۔اور ہبوطِ نسل انسانی کا بدنما داغ ایمان داروں کی ذات سے اُڑا دیا گیا۔خُدا کی قربت کا احسن اور افضل وسیلہ قربانی ہی ہے(عبرانیوں 9:7) مسیح کی صلیبی موت کے وقت ہیکل کے درمیانی پردے کے پھٹ جانے سے یہ ظاہر کیا گیا کہ اب سب گنہگاروں کے خُدا کے پاس آنے کی راہ کھل گئی ہے(متی

51:27) کیونکہ جس پاک اور آسمانی مسکن کی یہ زمینی ہیکل علامت تھی اُس میں حقیقی سردار کاہن گنہگاروں کی شفاعت کے لیے اپنا ہی خون لے کر ایک ہی بار داخل ہو گیا ہے، تاکہ گنہگار انسان کی مخلصی کی راہ کھول دئے (عبرانیوں 10:9) اس لیے جو یسوع مسیح کے وسیلے خُدا کے پاس آتے ہیں وہ کامل اور ابدی نجات میں اور مسیح خُداوند کی شفاعت سے جت کے وارث بن جاتے ہیں (عبرانیوں 25:6)۔

(3)۔ گناہ ایک ناقابل برداشت بوجھ ہے۔ اور ساری دُنیا اس بوجھ تلے تڑپ رہی ہے اور دردزہ میں تڑپتی ہے (رومیوں 22:8؛ عبرانیوں 1:12) اگر انسان کے گُناہ بخشے نہ جائیں تو وہ ان گناہوں کے تلے دب کر ابدی موت یعنی جہنم میں ڈالا جائے گا۔ یہ سچ ہے کہ جو بوجھ کسی ناتوان اور کمزور کی طاقت سے بڑھ کر اور اس کی برداشت سے باہر ہو اُس سے رہائی اور خلاصی پانے کے لیے دوسری طاقتور اور توانا ہستی کی امداد کی ضرورت ہے۔ گناہ بھی ایک بھاری بوجھ ہے اور کوئی گنہگار کسی دوسرے گنہگار کا بوجھ اُٹھا نہیں سکتا مگر وہی جو خود گناہ کے بس میں ہیں کوئی نیکوکار نہیں یہ فتویٰ خُدا کا اپنا صادر کیا ہوا ہے (زبور 2:14؛ زبور 72:53؛ رومیوں 10:3۔18) یسوع مسیح خُدا کا بے داغ برہ ہے جس نے جہان کے گناہ اُٹھا لیے (یوحنا 29:1) اس لیے اس نے یہ دعوت دی کہ جو گناہ کے بوجھ تلے کراہتا ہے میرے پاس آئے اور گناہ کے بوجھ سے خلاصی پاکر ابدی آرام میں داخل ہو (متی 28:11)۔

(4)۔ انسان گناہ آلودہ حالت میں اندھا ہولناک تاریکی میں بھٹکتا پھرتا ہے اور بذاتہ خُدا کی معرفت میں بے بس اور لاچار ہے۔ کوئی اور اندھا کسی اور اندھے کو راہ راست پر نہیں لاسکتا۔ مسیح جہان کا نور ہے اور نور تاریکی میں چمکتا ہے اور اُس نے اپنی موت سے گناہ کے اندھیرے کو مٹا دیا (یوحنا 9:1؛ رومیوں 12:13۔13) اُس نے موت کو نیست اور زندگی اور بقا کو انجیل سے روشن کر دیا (2۔ تیمتھیس 10:1)۔

(5)۔ انسان نے نافرمانیوں کے باعث خُدا کو بے حد ناراض کر رکھا ہے۔ اس لیے انسان پر خُدا کا غضب اور غصہ بھڑک اُٹھا ہے اور اس ناراضگی کے باعث انسان کے سر پر خُدا کے قہر اور غضب کی تلوار جھوم رہی ہے اور انسان اپنی ذاتی خوبی اور اعمال صالح سے اس قہر اور غضب کو ٹھنڈا نہیں کر سکتا۔ انسان کے اعمال حضرت آدم کے خود ساختہ انتظام یعنی انجیر کے پتوں جیسے اور قابیل کے کھیت کے حاصل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ خُدا کا مفت فضل مسیح کی قیمتی قربانی کے طفیل حاصل ہوتا ہے (طیطس 5:3) خُدا بیلوں اور بچھڑوں اور نذر کی قربانیوں سے خوش نہیں ہوتا۔ مسیح کی ازلی اور برابری کی قربانی سے خُدا کا قہر اور غضب تھم جاتا ہے، اور خُدا اس مرغوب قربانی سے اپنی محبت کا اظہار کرتا ہے۔ (یوحنا 16:3) اور انسان اس قیمتی فدیے کے طفیل خُدا کی خوشنودی حاصل کر سکتا ہے (عبرانیوں 14:9، 1:10۔14)۔

(6)۔ مسیح خُداوند کی کفارہ کی موت سے خُدا کا عدل اور رحم بھی ظاہر ہوتا ہے۔ عدل کا تقاضا یہ ہے کہ ہر گناہ کا واجب بدلہ خُدا کا قہر اور لعنت ہے۔ انسان گناہ کے باعث جہنم کی سزا کا سزاوار ہے۔ مسیح کی موت سے الٰہی رحمت کا اظہار پایا جاتا ہے۔ مسیح خُدا کا بیٹا اور ہمتا اور محبوب ہے اور خُدا کی باطنی اور ازلی خوشی کا باعث اور تمام محدثات کی علت اور سبب ہے جسے خُدا نے اپنی رحمت اور محبت کے اظہار میں نجات دہندہ ہونے کے لیے بخش دیا اور وہ بخشش بے بیان ہے (2۔ کرنتھیوں 15:9)۔

(7)۔ گناہ کی مزدوری موت ہے (رومیوں 6: 23) آدم اول کی نافرمانی کے سبب سے اُس وقت سے تمام بنی آدم موت کے فتویٰ کے نیچے ہیں۔ (رومیوں 5: 12) اور اپنے فطرتی ضعف اور پیدائش گنہگاری اور قول اور فعل اور خیال کے قصوروں کے باعث اس موت کے بندھن سے آزاد نہیں ہوسکتے۔ موت پر فتح پانے کے لیے ایک فاتح کی ضرورت تھی۔ سو یسوع مسیح اکیلا فاتح موت ہے۔ اگر وہ مر کر موت پر غالب نہ آتا اور مردوں میں سے جی نہ اُٹھتا تو اس ظالم موت کے منہ سے انسان کا چھٹکارا ممکن نہ تھا مگر یسوع مسیح کی فدیے کی موت سے انسان پر سے موت کا فتویٰ اُٹھ گیا اور اس کفارہ کی موت سے انسان ابدی حیات کا وارث بن گیا۔ موت کا ڈنگ گناہ ہے اور گناہ کا زور شریعت ہے۔ مگر خُدا کا شکر ہے جو ہم کو ہمارے خُدا کے وسیلے سے فتح بخشتا ہے (1۔ کرنتھیوں 15: 56۔ 57؛ رومیوں 6: 8؛ 1۔ تھسلنیکیوں 4: 14؛ مکاشفہ 2: 11؛ 21: 4) اُس نے موت کو نیست اور زندگی اور بقا کو انجیل سے روشن کردیا۔

مسیح مصلوب

کیا مسیح نے خوشی سے اپنی جان دی؟

یہ ایک نہایت ضروری سوال ہے، جس کا جواب مسیح کی اپنی باتوں اور صلیبی واقعات میں موجود ہے (1)۔ یسوع مسیح کا اپنا قول ہے کہ مَیں اچھا گڈریا ہوں، اور مَیں اپنی بھیڑوں کے لیے اپنی جان دیتا ہوں، اور کوئی مجھ سے چھین نہیں سکتا۔ بلکہ مَیں اُسے آپ دیتا ہوں۔ مجھے اس کے دینے کا بھی اختیار ہے، اور اس کو پھر لینے کا بھی اختیار ہے۔ اور یہ حکم میرے باپ خُدا سے مجھے ملا ہے۔ (یوحنا 10: 15۔ 17) چنانچہ ابن آدم اس لیے نہیں آیا کہ خدمت لے۔ بلکہ خدمت کرے۔ اور اپنی جان بہتیروں کے لیے فدیہ میں دیا (متی 20: 28) پس یہ مسیح خُداوند کا اپنا فرمودہ ہے کہ وہ جملہ بنی آدم کی نجات کے لیے اپنی خوشی سے جان دینے کے لیے دُنیا میں آیا۔ اور مسیح خُداوند اپنے قول میں راست اور سچا گواہ ہے۔ (مکاشفہ 3: 14، 1۔ یوحنا 3: 14، 1۔ یوحنا 1: 9؛ 1۔ پطرس 2: 24)۔

(2)۔ اس لیے وہ عین یہودی عید فسح پر جو بروں کی قربانی کی عید تھی اور مصری چھٹکارے کی عظیم الشان یادگار تھی، تیاری کے ساتھ یروشلیم میں داخل ہوا۔ (متی 26 باب؛ مرقس 14 باب؛ لوقا 22 باب) کو بھی پڑھو۔ اگر مسیح خُداوند کو صلیب پر مرنا منظور نہ ہوتا، تو وہ کیوں جان بوجھ کر یروشلیم میں ایسے موقعہ پر وارد ہوا، جب کہ اُس کو اچھی طرح معلوم تھا کہ اس دفعہ یہودی سرداروں اور قوم کے حاکموں نے میرے قتل کا مشورہ کیا ہوا ہے جیسا کہ اُس نے اپنے شاگردوں کو پیشتر کہہ بھی دیا تھا (متی 16: 21)۔

(3)۔ اگر مسیح خُداوند کو صلیبی موت گوارا نہ ہوتی تو اُس نے اپنے بچاؤ کی خاطر کیوں کچھ انتظام نہ کیا جب کہ اس بات کا کافی امکان تھا۔ کیونکہ اس کے شاگردوں کی تعداد ایسے انتظام کے لیے کم نہ تھی۔ ہزاروں کی تعداد میں لوگ اُس کے معتقد تھے اور اُس کو مسیح موعود اور اسرائیل کا بادشاہ مان چکے تھے (یوحنا 12: 12۔ 13) اور ایک دفعہ اُنہوں نے کوشش بھی کی کہ اُس کو زبردستی بادشاہ بنادیں (یوحنا 6: 12۔ 15) اور بہت سے

لوگ اُس کی طرف ہوگئے تھے اور یہودی سرداروں کا اقبال ہے، کہ دیکھو جہان اس کا پیرو ہو چلا ہے۔(یوحنا12:6۔15)اور وہ تلوار چلانے میں بھی بُزدل نہ تھے، مگر وہ محض مسیح کے حکم کے زیر فرمان تھے(یوحنا10:18)پلاطس کی عدالت میں مسیح کا یہ اشارہ کہ اگر میری بادشاہت اس دُنیا کی ہوتی۔ توضرور میرے سپاہی لڑتے اس بات کی دلیل ہے کہ مسیح خُداوند کے پاس یہودیوں کے مقابلے کا کافی سامان تھا۔ اور اُس کے شاگردوں کی تعداد اُس مخالفت کی تاب لانے کے قابل تھی مگر مسیح نے ایسا نہیں کیا، کیونکہ اُس کا مرنا ازلی انتظام میں ٹھہر چکا تھا۔(اعمال2:23،4:28)

(4)۔اگر ہمارے منجی یسوع مسیح کو صلیبی دُکھ منظور نہ ہوتے، تو اُس نے کیوں عالم بالا کی امداد سے قصداً گریز کیا۔ بلکہ اُس نے اپنے حواری کو ایسی مزاحمت سے منع کیا اور کہا کہ اپنی تلوار کو میان میں کر۔ کیا تُو نہیں سمجھتا کہ مَیں آسمان سے اپنے بچاؤ کے لیے فرشتوں کے بارہ تمن طلب کر سکتا ہوں جو میرے دُشمنوں کو ہلاک کرسکتے ہیں۔ اور بعدہ(اس کے بعد)بخوشی تمام مسیح خُداوند دُشمن کے ہاتھ میں گرفتار ہوگیا۔ یہ بات اُس کی رضا مندی کی بے نظیر دلیل ہے۔

(5)۔ہمارے خُداوند منجی عالمین یسوع مسیح نے یہودی اور رومی عدالتوں میں اس دعویٰ کا علانیہ اقرار اور اقبال کیا جس کے سبب وہ صلیب پر مارا گیا۔ اگر اُس کو مرنا پسند اور منظور نہ ہوتا تو کیوں اُس نے مسیح موعود اور ابن اللہ ہونے کے دعوے کو چھوڑ نہ دیا؟ اور کیوں اپنی رہائی اور خلاصی کا موقعہ کھودیا؟ اور کیوں اپنے مخالفوں سے صلح اور صفائی نہ کی، مگر حقیقت اس کے برعکس تھی۔

(6)۔پلاطس رومی گورنر نے ایک خاص گنجائش یسوع مسیح کے سامنے پیش کی کہ کیا تو نہیں جانتا کہ مجھے تیرے چھوڑ دینے اور صلیب دینے کا بھی اختیار ہے۔ اگر مسیح خُداوند کو خوشی سے جان دینا۔ منظور نہ ہوتا تو اس کے لیے یہ بڑا قیمتی موقعہ تھا اور وہ اپنی رہائی کے لیے معافی نامہ داخل عدالت کر سکتا تھا۔ مگر اُس نے صاف کہہ دیا کہ یہ اختیار تجھے آسمان سے ملا ہے اور میری موت ازل سے مقرر شدہ ہے۔

(7)۔جن دنوں میں یسوع مسیح ناصری کے خلاف یہودیوں نے پلاطس حاکم کی عدالت میں مقدمہ دائر کیا، اُن دنوں رومی سرکار کا طرز حکومت اور قواعد عدالت اور ضابطہ تنظیم اور طریق سماعت ظالمانہ اور تحکم محض جیسانہ تھا، بلکہ اُس میں عدل وانصاف کا ضابطہ نظر آتا ہے، مقدمات کی سماعت کا باقاعدہ انتظام تھا۔ اور عدالتوں میں انتقال مقدمات کا رواج و نفاذ جاری تھا۔ اور ہر ایک کے جائز حقوق کا پاس اور لحاظ رکھا جاتا تھا۔ اپیلوں کے لیے ہائی کورٹ میں فریاد کی راہ کھلی رہتی تھی۔ اور آخری فیصلہ کے لیے قیصر روم کا در کھلا رہتا تھا۔ اور قانون وکالت کا رواج و نفاذ تھا۔ بےقاعدگی اور انتہائی ناانصافی اور بے ضابطہ کارروائیوں کے خلاف شہنشاہ عالی کے ہاں اپیل ہوسکتی تھی۔ اگر مسیح خُداوند کو جبراً اور اُس کی اپنی رضامندی کے بغیر صلیب دیا جاتا تو یہ تو وہ کسی اعلیٰ عدالت میں انتقال قدمہ کی درخواست کرتا یا قیصر روم کے ہاں اپیل دائر کر دیتا۔ جیسے مقدس حواری قیصر کے ہاں اپیل کر کے یہودیوں کی شرارت سے بچ گیا۔

(8)۔اگر مسیح خُداوند کی موت عام انسانوں کی سی ہوتی اور وہ اپنی خوشی اور رضامندی سے جان نہ دیتے تو اس وقت ایسی باتیں واقع نہ ہوتیں جو بے حد حیرت اور تعجب کا باعث تھیں۔ مثلاً ایک ہولناک اور عالمگیر تاریکی۔ زمین کی لرزش اور پتھروں کا پارہ پارہ ہونا اور قبروں کا کھل جانا اور یہودی

مقدس کے پردے کا پھٹنا وغیرہ ایسے غیر معمولی واقعات ہیں جو کسی اعلیٰ حقیقت کے اظہار کی دلیل ہیں۔ اور اس امر کی بین دلیل ہیں کہ وہ موت نرالی اور خُدا کی ازلی مشورت اور تجویز کی موت اور جملہ بنی آدم کے گناہ کے کفارہ کی موت تھی۔ ورنہ ایسی غیر معمولی حقیقتوں کے اور کیا معنی ہوسکتے ہیں۔

(9)۔ مسیح کے مقدس حواریوں کی زندگی کی تبدیلی اور جان نثاری اور صلیب برداری اور ایمان اور صبر اور اُمید اور دلیری اس بات کی بے نظیر دلیل ہے کہ اُن کے مالک نے اُن کی خاطر خوشی سے اپنی جان قربان کی ہے۔ اس موت کا حواریوں اور سب مسیحی مومنین پر ایسا اثر ہوا کہ وہ خُود بخود صلیب بردار ہوگئے۔ اور مرنے تک وفادار رہے۔ حواریوں کے الہامی نوشتوں سے یہ آشکارا ہے۔ کہ اُن کو کامل یقین ہوگیا کہ مسیح کی موت رضا الٰہی اور اُس کی اپنی خوشی سے تھی۔ اس لیے اُنہوں نے مسیح کی موت کو اپنی موت جانا اور وہ ہر وقت اپنے جسموں پر یسوع مسیح کے داغ لیے پھرتے تھے۔

(10)۔ یہودی اور یونانی اور رومی دُنیا پر مسیح خُداوند کی فتح بھی اس بات کی آفتاب نما دلیل ہے کہ وہ موت دُنیا کی بطالت اور بُت پرستی اور جہالت کو مٹانے اور گنہگاروں کو خُدا کے ساتھ ملانے کے لیے تھی۔ اور مسیح کی صلیبی موت میں اس کی دائمی فتح کا راز تھا جو اُس کے جی اُٹھنے سے افشاں ہوگیا۔ پس اب جو یسوع مسیح میں ہیں اُن پر سزا کا حکم نہیں۔ کیونکہ زندگی کی روح کی شریعت نے مسیح یسوع میں مجھے گناہ اور موت کی شریعت سے آزاد کردیا۔ اس لیے جو کام شریعت جسم کے سبب کمزور ہوکر نہ کرسکی، وہ خُدا نے کیا۔ اُس نے اپنے بیٹے کو گناہ آلودہ جسم کی صورت میں اور گناہ کی قربانی کے لیے بھیج کر جسم میں گناہ کی سزا کا حکم دیا (رومیوں 8: 1۔2)۔ مسیح کا خون جس نے اپنے آپ کو ازلی روح کے وسیلے خُدا کے سامنے قربان کردیا، تو تمہارے دلوں کا مردہ کاموں سے کیوں نہ پاک کرے گا۔ تاکہ زندہ خُدا کی عبادت کریں (عبرانیوں 9: 14) اور وہی ہمارے گناہوں کا کفارہ ہے (1۔یوحنا 2:2)۔

یہودی کیوں مسیح خُداوند کے مخالف تھے؟

علمائے بنی اسرائیل اور اُن کے سرداروں نے یسوع ناصری کو مسیح موعود نہ جان کر رد کیا وہ ہمیشہ اُس کی مخالفت میں لگے رہے اور اس عناد اور مخالفت کی وجہ سے اُنہوں نے اُسے رومی حکومت کی مدد سے صلیب پر مار ڈالا۔ اور جب یسوع خُدا کی قدرت ومشورت ازلی کے موافق مردوں میں سے جی اُٹھا اور آسمان پر اُٹھایا گیا تو وہ لوگ مسیح کے حواریوں اور پیرووں کی مخالفت پر کمربستہ ہوگئے اور جب تک اُن کی ہیکل اور شہر رومیوں کے ہاتھوں تباہ نہ ہوئے وہ اپنی ضد اور شرارت سے باز نہ آئے اعمال کی کتاب زیادہ تر یہودی مخالفت کا اظہار کرتی ہے۔ یہودی قوم کی اس مخالفت اور عناد کا بیان وجوہ سطور ذیل میں ہدیہ ناظرین ہیں جو ہر زمانہ کے مخالفین مسیح پر بھی عائد ہوسکتے ہیں:۔

پہلی وجہ مسیح کی تعلیم:۔

(1)۔خُداوند مسیح کی تعلیم توریت اور صحف انبیاء کے تو خلاف نہ تھی ۔ اُس کا اپنا قول ہے کہ "مَیں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں"(متی 17:5)۔ہاں اُس کی تعلیم البتہ یہودی عالموں کی خود ساختہ تعلیم کے خلاف ضرور تھی، جنہوں نے کلام الٰہی کی تاویل کرنے میں اپنی روائتوں سے کام لے کر اور من مانی شرح کرکے کچھ کا کچھ بنادیا تھا۔ مسیح نے اُن کو علانیہ تنبیہ اور ملامت کی کہ تم نے اپنی روائتوں سے خُدا کا حکم ٹال دیا ہے(متی 3:15)۔اور اُن فقیہوں اور فریسیوں نے مذہب کی حقیقت کی ظاہری رسوم سے موسوی شریعت کی منشاء کو نہ سمجھنے کی وجہ سے عام لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ کردیا تھا۔اور وہ خود غرضی اور خود پسندی کے باعث اوروں کو حقیر اور ذلیل جانتے تھے(لوقا18: 9۔14)ان ظاہر داریوں ،ریاکاریوں ، تکبر اور تعصب کے سبب اُس نے اُن کو سخت ملامت کی تھی (متی 15: 1۔8؛لوقا 11: 52)ایسے لوگ دین داری کی صورت میں خُدا کی قدرت کے منکر اور منافق تھے۔یرمیاہ نبی اور حزقی ایل نبی نے اُن کو لوگوں کے اندھے چرواہوں اور لومڑیوں سے تشبیہ دی ہے، کیونکہ وہ اپنے مطلب کی تعلیم دیتے تھے۔اُن کا پیٹ اُن کا خُدا تھا۔اور وہ خُدا کے لوگوں کی ٹھوکر اور گرنے کا باعث اور خداشناسی کی راہ میں سدراہ(روک بننا) تھے۔

(2)۔یہودی اُمت غیر اقوام کو حقیر اور ذلیل جان کر اُن کو خُدا کی برکتوں اور وعدوں میں شریک نہ سمجھتی تھی ۔ اورابراہیم ،اسحاق اور یعقوب کی نسل ہونے کے باعث غیر اقوام دُنیا سے نفرت اور عناد رکھتی ۔ مسیح نے اُن کی اس نادانی اور ناواقفی کے خلاف یہ تعلیم دی، کہ خُدا کا فضل عالمگیر ہے۔اُس کی برکتوں اور وعدوں میں کل دُنیا کے لوگ شامل ہیں۔اور قوم یہود ایک دروازہ قرار دی گئی ہے جس میں سے سب داخل ہو کر خُدا کی بادشاہی کی ضیافت میں شریک ہوں گے(متی8: 8۔13؛لوقا4: 25۔29؛متی20: 1۔16؛لوقا22:4)۔

(3)۔خُداوند مسیح نے ایک عجیب تمثیل سے یہودیوں کو آگاہ کیا کہ تم نے خُدا کی مرضی بجالانے میں سخت سرکشی کی اور جو لوگ تمہارے پاس بھیجے گئے۔تم نے اُنہیں سخت بے عزت اور رسوا کیا۔اس لیے خُدا کی بادشاہی تم سے لے کر اوروں کو دی جائے گی۔اور وہ اس تمثیل کے مطلب سے ایسے ناراض ہوگئے کہ اُس کی گرفتاری کی کوشش میں لگ گئے(متی 21: 33۔43)۔

(4)۔اُس نے یہودیوں کو اُن کے اباواجداد کی طرح عہد شکن اور نافرمان قرار دیا کیونکہ اُنہوں نے خُداوند سے عہد باندھ کی عہد شکنی اور بے وفائی کی اور غیر اقوام کو جو پہلے نافرمان تھے۔تائب اور فرمانبردار قرار دیا(متی 21: 28۔32)اس تمثیل میں مسیح نے غیر اقوام تائب گنہگاروں کو فرمانبرداری کی وجہ سے اُمت اسرائیل پر فضیلت دی اس لیے اگلی تمثیل سُنتے ہی وہ غصے اور غضب سے بھر گئے۔

(5)۔ مسیح یہودی قوم کی تباہی اورزوال کی خبر دی اور اُنہیں آگاہ کیا کہ چونکہ تم نے اپنی سلامتی کے تمام موقعوں کو کھودیا اور اپنے دلوں کو سختی کے باعث اپنے گناہوں کا پیالہ بھر دیا ہے، اس لیے تمہارا گھر تمہارے لیے ویران چھوڑا جاتا ہے۔اور سب زمانوں کے راستبازوں اور مقتولوں کا

NOOR-UL-HUDA.NET

بدلہ تم سے لیا جائے گا (متی 23: 35۔38) اور خُدا کا تاکستان تم سے چھینا جائے گا۔ اور اوروں کو جو تم سے زیادہ پھل لائیں دیا جائے گا (متی 21: 33۔43)۔

(6)۔ علمائے یہود نے بہت دفعہ مسیح کو اُس کی باتوں میں پھنسانے کی خاطر اُس سے ایسے سوال کئے جو اُن کی دانست میں لاجواب تھے۔ مگر مسیح کے جوابوں سے وہ ایسے دنگ اور حیران ہوگئے کہ دوبارہ بولنے کی جرات نہ کرسکے اور حسد اور کینہ کی وجہ سے اُس کے مارڈالنے کی کوشش کرنے لگے (متی 22: 15۔46؛ لوقا 10: 25۔37؛ لوقا 18: 18۔24؛ متی 19: 3۔9)۔

(7)۔ جن نبیوں اور راستبازوں کی قبروں کو یہودی لوگ سنوارتے اور اُن کی تعظیم کرتے تھے مسیح نے اُن کی نسبت صاف کہا، کہ اُن کو تمہارے باپ دادوں نے قتل کیا اور تم اُن قاتلوں کی اولاد ہو۔ اس لیے وہ ناراض ہوگئے۔ اور صحیح باتوں کی برداشت نہ کرسکے۔ اُن کے دل تعصب۔ حسد۔ ضد اور بغض سے سیاہ اور سچائی سے متنفر رہتے تھے۔

دوسری وجہ، مسیح کے دعوے:۔

(1)۔ یہودی سردار اور قوم کے بزرگ مسیح خُداوند سے چڑ گئے۔ کیونکہ مسیح نے اپنے تیئں ہیکل کا مالک قرار دیا (یوحنا 2: 1۔17، متی 21: 12۔13) ہیکل یہوواہ کا گھر تھا۔ اور مسیح نے یہوواہ ہونے کا دعویٰ کیا اس لیے یہودیوں کو یہ بات ناگوار معلوم ہوئی۔ اگر وہ لوگ کلام کی روشنی میں اس دعویٰ کی تحقیق کرتے تو اس ٹھوکر سے بچ جاتے۔ بہت سے لوگ اب تک دُنیا میں پائے جاتے ہیں جو اس دعویٰ کی حقیقت سے ناواقف ہونے کی وجہ سے صرف اعتراض کرنے کے عادی ہیں۔

(2)۔ مسیح نے دعویٰ کی مَیں خُدا کے تاکستان کا مالک ہوں۔ جتنے مجھ سے پہلے آئے وہ سب نوکر تھے۔ اور مَیں بیٹا ہوں (متی 21: 37) یسعیاہ 5 باب کی الہامی شرح کے مطابق بنی اسرائیل خُدا کا تاکستان تھے۔ اور مسیح نے اپنے تیئں اس تاکستان کا مالک قرار دے کر اپنی الوہیت کا دعویٰ کیا۔ کتب مقدسہ کے صحیح معنی نہ سمجھنے کی وجہ سے یہودیوں نے اس دعویٰ کو کفر قرار دیا۔

(3)۔ مسیح نے موسیٰ، داود، سلیمان اور یونس پر اپنی فوقیت ظاہر کی (متی 12: 41۔43؛ یوحنا 5: 46؛ متی 22: 45۔46، متی 11: 30۔32) یہودی اُمت موسیٰ کو سب سے بڑا نبی۔ داود کو بڑا بادشاہ۔ سلیمان کو بڑا عاقل اور یونس کو بڑا معجزہ کہتے تھے۔ اس لیے وہ ناراض ہوئے اور اس میں اپنے نبیوں اور بادشاہوں کی ہتک اور توہین خیال کرکے مسیح کے مخالف ہوگئے۔ اگر وہ الہام کی روشنی میں پہلے بزرگوں اور مسیح موعود کا مقابلہ کرتے تو ایسے گناہ کے مرتکب نہ ہوتے۔ مگر وہ تو ظاہر کے مطابق فیصلہ کرنے کے عادی ہوچکے تھے۔ اور کتاب مقدس کی معنوی تحریف کرنے میں بڑے ہوشیار تھے (متی 23: 16۔22)۔

(4)۔ مسیح نے بااختیار اور اسرائیل کا منجی ہونے کا دعویٰ کیا اور یہودی عالموں اور فریسیوں کے روبرو علانیہ کہا کہ زمین پر گناہ معاف کرنے کا مجھے اختیار ہے(متی 6:9، 26:11۔30؛ یوحنا 14:10، 16:9)۔ اس دعویٰ کی تصدیق میں یسوع ناصری نے سینکڑوں نشان پیش کئے۔ مگر علمائے یہود کے دل ایسے پتھر ہوگئے تھے کہ آسمانی نشان بھی اُن پر موثر نہ ہوتے تھے۔ اور اُنہوں نے منجی کو ترک کرکے علانیہ کہہ دیا کہ اُس کو صلیب دو۔ اُس کا خون ہم پر اور ہماری اولاد پر(متی 25:27)۔

(5)۔ یسوع ناصری نے مسیح موعود اور اسرائیل کا بادشاہ اور چوپان ہونے کا دعویٰ کیا(یوحنا 10 باب؛ حزقی ایل 34:23۔24؛ ہوسیع 4:3؛ لوقا 4:16۔22؛ متی 15:21)۔ یہودی قوم نے اس دعویٰ کو قبول نہ کیا۔ کیونکہ وہ غیر اقوام قیصروں کی حکومت اور غلامی سے سخت لاچار تھے، اور وہ کسی ایسے مسیح کی آمد کے منتظر تھے جو آکر جلد تر اُن کو رومیوں سے آزاد کرائے۔ اور مطلق العنان(آزاد، خودسر) سلطنت کا مالک بنادے۔ اس لیے جب اس دعویٰ کے ساتھ مسیح نے کہا کہ "لومڑیوں کے لیے بھٹ اور پرندوں کے لیے گھونسلے ہیں مگر ابن آدم کے لیے زمین پر سر دھرنے کے لیے جگہ نہیں"(لوقا 58:9)تو وہ یہ سمجھے کہ یہ شخص ہمارے لیے کیا کرسکتا ہے؟ اگر یہودی اُمت اپنی کتب مقدسہ میں مسیح موعود کی آمد کے راز ورموز وعمیق معنوں کو سمجھنے کی کوشش کرتی اور ان معنوں میں مسیح کی تلاش کرتی تو برگشتگی سے بچ جاتی۔ توریت اور انبیاء میں مسیح کی آمد اول اور ظہور ثانی ہر دو کا علانیہ تذکرہ ہے۔ آمد اول میں مسیح کا تجسم اور کُفارہ کی موت کا بھید تھا۔ اور ظہور ثانی میں اُس کی جلالی حکومت کا بیان ہے۔ یہودی عالموں نے کلام اللہ کی تاویل میں تعصب اور ضد سے کام لیا اور مسیح کی دوسری آمد کو پہلی آمد سمجھ کر مسیح کا انکار کردیا۔ اور رومی گورنر کی عدالت عالیہ میں پکار کر کہنے لگے کہ اس کو صلیب دے۔ قیصر کے سوا ہمارا کوئی بادشاہ نہیں۔ افسوس ہے کہ مسیح کی مخالفت میں یہ قوم ایسی دیوانی ہوگئی کہ اپنے مسیح کے بجائے بے دین اور بُت پرست قیصر کو اپنا بادشاہ قبول کیا۔ اس گناہ عظیم کی سزا یہودی قوم کو اس واقعہ سے (37) سال بعد مل گئی۔ جس قیصر کو مسیح کی جگہ دی گئی اُس کے جانشینوں کے ہاتھوں ان کے شہر ہیکل اور ساری قوم کی تباہی ہوئی۔ اور اس وقت سے اب تک یہودی قوم اس گناہ کا خمیازہ اُٹھارہی ہے۔ مسیح کے ہر مخالف کو اس واقعہ سے عبرت حاصل کرنی چاہیے۔

تیسری وجہ، معجزات مسیح:۔

مسیح خُداوند کے عجیب معجزات سے یہودی سردار گھبرا گئے (یوحنا 45:11۔54، 9:12)اُن کو یہ خدشہ پڑ گیا کہ ان معجزات کی وجہ سے سب لوگ اُس پر ایمان لے آئیں گے اور بڑا انقلاب واقعہ ہوگا۔ اُنہوں نے کئی طرح سے اُن معجزات کی مخالفت کی۔

(1)۔ اُنہوں نے مسیح کے معجزوں کے خلاف یہ کفر بکا کہ بدروحوں کے سردار بعل زبول کی مدد سے بدروحوں کو نکالتا ہے۔ اُن کے دل ایسے خراب اور سیاہ ہوگئے کہ مسیح کے فوق العادت کاموں کو شیطانی عمل سے منسوب کیا(متی 24:12) اس کے جواب میں مسیح نے وہ دلیل دی کہ فریسیوں کا ناک میں دم آگیا(25:12۔26، 29)۔

(2)۔اُنہوں نے بہت دفعہ شفایافتہ لوگوں کو تنگ کیا اور اُن کو ورغلایا کہ وہ اُس بڑی حقیقت کا انکار کر دیں (یوحنا9:24،10:5) مگر اُلٹا ایک شفایافتہ یہودی نے اقرار کیا کہ مَیں ایک بات جانتا ہوں کہ پہلے اندھا تھا اب بینا ہوں (یوحنا9:25) یہ کہہ کر مسیح کی قدرت کا اظہار کیا کہ ابتدائے عالم سے کبھی کسی نے اندھے کو شفا نہیں دی مگر صرف مسیح نے (یوحنا9:32) اس جواب سے وہ شرمندہ تو گئے، مگر اپنی ہٹ، ضد اور شرارت سے بھی باز نہ آئے اور اُس شخص کو ہیکل سے خارج کر دیا۔

(3)۔جب لعزر نامی ایک یہودی مرد کے چار دن کے بعد زندہ ہونے کی شہرت بجلی کی طرح پھیل گئی اور بہت یہودی مسیح پر ایمان لائے تواُن سرداروں نے اور فریسیوں نے مشورہ کیا کہ لعزر کو بھی جان سے مار ڈالیں (یوحنا12:9۔11) یہودی قوم مسیح کے خرق عادت کاموں کا انکار نہ کر سکی (یوحنا11:47) تاہم اُن کے دل پتھر ہی رہے اور وہ دیکھتے ہوئے بھی نہ دیکھتے تھے۔ آخر اُنہوں نے رومی حکومت کی معرفت مسیح کو مصلوب کروایا اور جب وہ خُدا کے ازلی انتظام اور مشورت کے مطابق مردوں میں سے جی اُٹھا اور آسمان پر صعود فرما گیا تو یہودی اُمت نے مسیح کے حواریوں اور باقی شاگردوں کو ستانا اور ایذا پہنچانا شروع کر دیا۔ ستفنس کو پتھراو کیا (اعمال 7 باب) اور یعقوب حواری کو تلوار سے قتل کرایا اور بعض قید اور کئی ایک کوڑوں سے پٹوائے گئے اور جب تک اُن کا شہر ہیکل اور قوم تباہ نہ ہوگئے وہ ہر جگہ مسیحیت کا مقابلہ کرتے رہے۔ آخر اُن کی سزا کے ساتھ اُن کی مخالفت کا خاتمہ ہو گیا۔ مسیح کے مخالفوں کو یہودی قوم کی عداوت اور سزا سے عبرت پکڑنی چاہیے جو یہودیوں کے ساتھ دُنیا میں ہوا۔ تاریخ اس کی شاہد ہے اور باوجود برگزیدہ اُمت ہونے کے وہ سزا سے نہ بچ سکے تو موجودہ مخالفوں کو خُدا تعالیٰ کی طرف سے کیوں ہولناک سزا نہ دی جائے گی جو ایڑی چوٹی کا زور لگا کر مسیح کی مخالفت پر تُلے ہوئے ہیں۔ ایسی ناپاک روحیں ضرور جہنم واصل ہوں گی۔

چاہیے کہ لوگ تعصب سے پاک ہو کر مسیح کی تعلیمات دُعاوی اور معجزات کا مطالعہ کریں اور جانیں کہ وہ اپنی ہر بات میں کس قدر بے نظیر ہے اور اُس کی بے نظیری اُس کے دعویٰ کی زبردست دلیل ہے۔ تعصب کی وجہ سے یہود کی آنکھوں پر پٹی بندھی رہی اور وہ ہلاک ہوگئے۔ پس چاہیے کہ برادران وطن اس واقعہ سے سبق حاصل کریں اور ابدی راحت وحیات کے وارث بنیں۔

ختم شدہ

NOOR-UL-HUDA.NET